خواتین اور سزائے موت

پروفیسر محفوظ احمد

قصاص میں عورت کو قتل کرنا وہ اہم مسئلہ ہے جس کے متعلق قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ میں بڑی تفصیل سے ذکر ہے اور تمام ائمہ فقہاء کا اس پر اجماع ہے۔

لہٰذا عورت کو قتل کی سزا سے مستثنٰی قرار دینا قرآن مجید، حدیث رسول ﷺ اور اجماع کے خلاف ہے۔

حدود

حدود کی واحد حد ہے عربی میں حد اس معنی میں استعمال ہوتا ہے ''الحاجز بین الشیئن'' دو چیزوں کے درمیان فصل کرنے والی چیز کسی شے کے منتہی (آخری کنارہ) کو بھی حد کیا جاتا ہے جیسے حدود الحرم یعنی حرم کی حدود۔(۴۳)

حدود اللہ ان اشیاء کو کہا جاتا ہے جن کا حلال یا حرام ہونا ظاہر ہو۔ شریعت میں حدود اللہ کی دو قسمیں ہیں۔(۴۴)

اوّل

پہلی قسم سے مراد وہ احکام ہیں جن کا تعلق عبادات، معاملات اور مناکحات وغیرہ سے ہے۔ ان میں سے بعض امور کو خالص اور بعض کو حرام قرار دیا گیا ہے جیسے سورۃ بقرہ میں مسائل صوم بیان کرنے کے بعد فرمایا:

تلک حدود اللہ فلا تقربوھا.(۴۵)

(ترجمہ) یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں پس ان کے قریب نہ جائیے۔

اسی سورۃ میں ایلا، طلاق اور عدت کے مسائل بیان کرنے کے بعد فرمایا:

تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا.(۴۶)

یہ حدود اللہ ہیں ان سے تجاوز نہ کیجئے۔

(۴۳) فیروز آبادی، القاموس المحیط (بذیل مادہ الحد) ج:۱ص:۴۸۶

(۴۴) ابن منظور: لسان العرب، ج:۳ص:۱۴۰

(۴۵) سورۃ البقرہ: ۱۸۷

(۴۶) ایضاً: ۲۲۹

دوم

ان حدود سے مراد وہ سزائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حق کی حیثیت سے انسان پر واجب ہوتی ہیں۔ محیط المحیط میں ہے:

عقوبة مقررة يجب حقا لله.(۴۷)

وہ مقرر سزا جو اللہ تعالیٰ کے حق کی حیثیت سے واجب ہوتی ہے۔

عمیم الاحسان نے قواعد الفقہ میں حد کی یہ اصطلاحی تعریف بیان کی ہے:

عقوبة مقررة وجبت حقا لله تعالىٰ زجراً.(۴۸)

وہ مقررہ سزا جو اللہ تعالیٰ کے حق کی حیثیت سے انسان کو بطور سزا دی جاتی ہے۔

تعداد حدود

قواعد الفقہ میں چھ حدود بیان کی گئی ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) حد زنا (۲) حد خمر (۳) حد قذف

(۴) حد سرقہ (۵) حد ارتداد (۶) حد حرابہ (۴۹)

علامہ فرید وجدی کے مطابق اسلام میں سات جرائم حدود میں داخل ہیں۔ دائرۃ المعارف میں ہے:

لم يرد في الشرع الاسلامي الاسبعة حدود على سبع جنايات بالنص وقد وكل ما عداه الى القاضي وتلك حدود وهي حد الردة وحد البغي وحد الزنا وحد القذف وحد السرقة وحد قطع الطريق و حد شرب الخمر.(۵۰)

(ترجمہ) نص کے لحاظ سے اسلامی شریعت میں صرف سات جرائم میں

---

(۴۷) بطرس بستانی۔ محیط المحیط، مکتبۃ لبنان، بیروت، ۱۹۷۷ء ج:۱ص:۳۸۵

(۴۸) عمیم الاحسان، قواعد الفقہ ص:۲۶۱

(۴۹) ایضاً

(۵۰) محمد فرید وجدی الحدود الشرعیۃ دائرۃ المعارف القرآن العشرین دار المعرفۃ، بیروت ۱۹۷۱ء ج:۳ ص:۳۷۸

سات شرعی حدود مقرر کی گئیں ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر جرائم قاضی کی مرضی پر مبنی ہیں اور وہ سات حدود یہ ہیں:

حدارتداد، حد بغاوت، حد زنا، حد قذف، حد سرقہ، حد حرابہ اور حد خمر۔

ڈاکٹر عبدالعزیز عامر نے بھی انہی سات جرائم کو قابل حد قرار دیا ہے۔(۵۱)

ان حدود میں جن کی بنیادی سزا موت ہے یہ ہیں:

(۱) حد زنا (۲) حد ارتداد (۳) حد حرابہ

اب ان سزاؤں کی روشنی میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ کیا ان کی سزاؤں میں مرد وعورت کے لحاظ سے کوئی جنسی تفریق ہے؟ یا نہیں۔

i۔ حد زنا

زنا کے متعلق اسلام نے دو سزائیں مقرر کی ہیں۔

(۱) غیر شادی شدہ زانی: غیر شادی شدہ زانی کے لیے سورۃ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الزانیة والزانی فاجلدو اکل واحد منهما مائة جلدة.(۵۲)

(ترجمہ) غیر شادی شدہ۔ زنا کار عورت اور مرد ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو سو کوڑے مارو۔

اس سزا میں بھی مرد اور عورت کو یکساں سزا ہے۔

(۲) شادی شدہ زانی: شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا کا ذکر صراحتاً احادیث سے ملتا ہے۔ چند احادیث رقم کی جاتی ہیں۔

ا۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالدؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے زانی بیٹے کے متعلق دریافت کرنے لگا۔

کنوارہ ہونے کے باعث اسے آپ نے ایک سو کوڑوں کی سزا سنائی اور ایک سال کے لیے جلا وطن فرمایا (عورت شادی شدہ تھی) اسے سزا دینے کے لیے حضور ﷺ نے حضرت انیسؓ سے فرمایا:

---

(۵۱) عبدالعزیز عامر، التعزیر فی الشریعۃ الاسلامیہ، قاہرہ ۱۳۴۸ھ ص: ۱۳

(۵۲) سورۃ النور: ۲

واغديا انيس على امراة هذا فان اعترفت فارجمها فغدا عليها فاعترفت فرجمها.(۵۳)

(ترجمہ) اے انیس صبح اس عورت کے پاس جاؤ اگر وہ زنا کا اعتراف جرم کرے تو اسے رجم کرو۔ حضرت انیسؓ اس عورت کے پاس گئے اس نے زنا کا اعتراف کیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق اسے رجم کیا۔

۲۔ حضرت عمران بن معین سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نے زنا کا اعتراف کیا۔ آنحضور ﷺ نے اس کے ولی کو طلب کر کے فرمایا:

احسن اليها فاذا وضعت حملها فاخبرني ففعل فامر بها فشدت عليها ثيابهاثم امر برجمها فرجمت ثم صلى عليها.(۵۴)

(ترجمہ) اس وقت تک اسے اپنے پاس رکھو جب تک کہ بچہ پیدا نہ ہوجائے۔ پیدائش کے بعد مجھے اطلاع دینا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا (وضع حمل کے بعد اس نے آپ کو اطلاع دی) تو آپ کے حکم سے اس کے بدن پر اس کا کپڑا لپیٹ دیا اور آپ ہی کے حکم سے اسے رجم بھی کر دیا گیا۔ اور آپ نے ہی اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

۳۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک شخص ماعز اسلمی نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر زنا کا اعتراف کیا۔ آپ نے اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف پھیرلیا وہ اعتراف کرتا رہا اور آپ اپنا رخ انور پھیرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس نے چار مرتبہ اپنے جرم کی شہادت دی۔ پھر آپ نے فرمایا:

(۵۳) امام بخاری، الجامع الصحیح (كتاب المحاربين من اهل الكفر، باب اذا اقر بالحدولم يبين هل الامام ان يستر عليه) نور محمد کراچی، ۱۹۴۸ء ج:۲ ص:۱۰۰۸

(۵۴) امام ترمذی، الجامع الترمذی، (ابواب الحدود، باب ماجاء في الرجم على الثيب) مکتبہ رحیمیہ، دیو بند ۱۹۵۲ء ج: ص:۱۹۳

ابک جنون قال لا قال احصنت قال نعم فامربه فرجم بالمصلی.(۵۵)

(ترجمہ) کیا تو پاگل ہے۔اس نے کہا نہیں۔آپ نے فرمایا کیا تو شادی شدہ ہے اس نے کہا ہاں۔تب آپ نے عیدگاہ میں اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔

۴۔قبیلہ غامدیہ کی ایک زانیہ عورت کو رجم کرنے سے متعلق روایت سنن ابی داؤد میں موجود ہے۔(۵۶)

حد زنا کے متعلق حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا تھا:

رجم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ورجمنا بعد فاخشی ان طال بالناس زمان ان یقول قائل واللّٰہ مانجد آیة الرجم فی کتاب اللّٰہ فیضلوا بترک الفریضة.(۵۷)

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے شادی شدہ زانیوں کو رجم فرمایا اور آپ کے بعد ہم نے رجم کیا مجھے اندیشہ ہے کہ وقت گزرنے کے بعد کوئی کہنے والا یہ کہے گا کہ ہم رجم کی آیت قرآن مجید میں نہیں پاتے (اس لیے ہم تو رجم نہیں کریں گے) یہ کہہ کر وہ ایک اہم فریضہ ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہوجائیں گے۔

ان دلائل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رجم بھی سزائے موت ہی کا دوسرا نام ہے۔ یہ سزا مردوں،عورتوں کو یکساں ملتی رہی۔حضور اکرم ﷺ نے زانیہ عورت کو بھی بدستور رجم کیا۔اس ضمن میں مردوں اور عورتوں میں جنسی لحاظ سے کوئی تفریق قائم نہیں کی۔

حد حرابہ

حرابہ کو اردو میں رہزنی کہا جاتا ہے فقہی اصطلاح میں حرابہ سے مراد یہ ہے کہ کوئی

(۵۵) امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المحاربین، باب الرجم بالمصلی) ج:۲ص:۱۰۰۷

(۵۶) ابو داؤد، سنن ابی داؤد، (کتاب الحدود، باب فی الرجم) ج:۲ص:۶۰۹

(۵۷) امام بخاری، الجامع الصحیح ج:۲ص:۱۰۰۸

شخص کسی کا مال چھیننے کے لیے نکلے اور اس سے راستے میں خوف پیدا ہو جائے یا وہ مال لے لے یا وہ کسی انسان کو قتل کر دے۔ بالفاظ دیگر مال لینے کی خاطر راستے کو پر خطر بنانا حرابہ کہلاتا ہے۔(۵۸)

حرابہ کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ و رسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا اور تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذالک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم. (۵۹)

(ترجمہ) جو لوگ اللہ اور رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں اس لیے تگ و دو کرتے پھرتے ہیں کہ فساد برپا کریں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں یا سولی چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں یا وہ جلاوطن کر دیے جائیں۔ یہ ذلت و رسوائی ان کے لیے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لیے اس سے بڑا عذاب ہے۔

ان آیات میں رہزنی کو ''محاربہ باللہ و رسولہ'' یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرنا قرار دیا گیا ہے اس لیے کہ مسافر محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات پر اعتماد کر کے گھر سے نکلتا ہے لہٰذا جو شخص اس اعتماد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرتا ہے۔

اس آیت کے نزول کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۴ھ) نے لکھا ہے:

ھنا بالذی یقطع الطریق علی الناس مسلماً او کافراً. (۶۰)

(ترجمہ) یہ آیت ان لوگوں کے لیے نازل ہوئی جو لوگوں پر ڈاکہ ڈالتے

---

(۵۸) عبدالقادر عودہ، التشریع الجنائی، ترجمہ ''اسلام کا فوجداری قانون''، مترجم ساجد الرحمٰن صدیقی، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۸۸ء ج: ۳ ص: ۳۱۷

(۵۹) سورۃ المائدہ: ۳۳

(۶۰) ابن حجر عقلانی، فتح الباری، (کتاب التفسیر، سورۃ مائدہ) دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور ۱۹۸۱ء ج: ۸ ص ۲۷۴

ہیں اگر چہ وہ مسلمان ہوں یا کافر۔

بقول علامہ قسطلانی (م۹۲۳ھ) جمہور علماء کے نزدیک یہ آیت صرف مسلمانوں کے لیے نازل ہوئی ہے۔ ارشاد الساری میں آپ لکھتے ہیں:

والجمهور علی ان هذا الایة نزلت فیمن خرج من المسلمین یسعی فی الارض بالفساد ویقطع الطریق. (۶۱)

(ترجمہ) جمہور فقہاء کے نزدیک یہ آیت ان مسلمانوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور سڑکوں پر ڈاکے ڈالتے ہیں۔

قرآن مجید کی اس آیت کی روشنی میں رہزنی کرنے پر مندرجہ ذیل سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

ا۔قتل کرنا ۲۔صلیب دینا ۳۔ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹنا ۴۔جلاوطنی ان سزاؤں میں ایک سزا قتل یا صلیب دینا ہے۔

یہ سزا ہر اس رہزن کو دی جائے گی جس نے رہزنی کے دوران کوئی ایسا جرم کیا ہو جس کی سزا اسلام نے سزائے موت مقرر کی ہو۔ جیسے قتل وغیرہ۔ بصورت دیگر دوسری سزائیں جرم کی نوعیت کے مطابق دی جائیں گی۔قتل کی یہ سزا بطور حد ہوگی۔ قصاص نہیں یعنی مقتول کے ورثاء اس سزا کو معاف نہیں کر سکتے۔(۶۲)

مردوں اور عورتوں میں اس سزا کی یکسانیت کے متعلق عبدالقادر عودہ نے تحریر کیا ہے۔

امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، مسلک ظاہر کے فقہاء اور شیعہ فقہاء کے نزدیک محارب کی سزا میں مرد اور عورت کا کوئی فرق نہیں۔(۶۳)

دوسری جگہ پر اسی مصنف نے لکھا ہے:

اگر ان ڈاکوؤں میں عورت شامل ہو تو اس پر بھی حد جاری ہوگی۔(۶۴)

---

(۶۱) ابو العباس شھاب الدین قسطلانی، ارشاد الساری، داراحیاء التراث العربی بیروت، (ت۔ن) ج: ۱۰ص:۲

(۶۲) عبدالقادر عودہ، اسلام کا فوجداری قانون، ج:۲ص:۵۲

(۶۳) ایضاً، ج:۳ص:۳۲۱

(۶۴) ایضاً، ج:۲ص:۶۴۲

عورتوں کے متعلق حد حرابہ کے متعلق احناف کے دو قول ہیں۔

ایک قول یہ ہے:

ولو کان بینھم المراۃ فقتلت واخذت المال دون الرجال لم تقتل المراۃ.(۶۵)

(ترجمہ) ڈاکوؤں میں اگر عورت ہو وہ کسی دوسرے کو قتل کرے اور مال لوٹے، آدمیوں کے سوا تو وہ عورت قتل نہیں کی جائے گی۔

دوسرا قول امام طحاویؒ (م۵۸۷ھ) کا منقول ہے حرابہ میں مرد اور عورتیں برابر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان پر قیاس کرتے ہوئے مردوں اور عورتوں سب پر حد نافذ کی جائے گی۔ دیگر حدود کی طرح یہ حد بھی مرد وعورت پر یکساں واجب ہے۔(۶۶)

احناف کا راجح قول یہی ہے کہ حد حرابہ میں بھی مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ یہ حد قتل بھی ہو تو مرد ہونے کی کوئی شرط نہیں اور وہی صورت ہوگی جیسے جہینہ کی عورت کو زنا کی حد رجم کیا گیا۔(۶۷)

ان دلائل سے واضح ہو جاتا ہے کہ حد حرابہ کی سزا میں مرد اور عورت کے لحاظ سے کوئی تفریق نہیں۔ رہزنی کے دوران اگر رہزنی کسی قتل کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے سزائے موت دی جائے گی اگر چہ وہ رہزن مرد ہو یا عورت۔

حد ارتداد

اسلامی حدود میں تیسری حد جس کے مرتکب کو سزائے موت دی جاتی ہے وہ ''حد ارتداد'' ہے۔ ارتداد کے لغوی معنی رجوع کرنا اور واپس پلٹنا کے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ولاترتدوا علی ادبار کم فتنقلبوا خاسرین.(۶۸)

(ترجمہ) اور اپنی ایڑیوں کے بل نہ پلٹ جاؤ۔ ورنہ تم خسارے والوں

---

(۶۵) فتاوی عالمگیری، نورانی کتب خانہ پشاور (ت۔ن) ج:۲ ص:۱۸۷

(۶۶) علاؤ الدین کاسانی، بدائع الصنائع اردو ترجمہ، پروفیسر خان محمد چاولہ مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور ۱۹۸۷ء ج:۷، ص:۲۴۷

(۶۷) ایضاً (۶۸) سورۃ المائدۃ:۲۱

میں سے ہوجاؤ گے۔

اسلام میں ارتداد سے مراد دین اسلام سے پھر جانا ہے۔ ارتداد کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ومن یرتدد منکم عن دینه فیمت وهوکافر فاولئک حبطت اعمالهم فی الدنیا والاخرة واولئک اصحاب النارهم فیها خالدون.(۶۹)

(ترجمہ) اور تم میں سے جو شخص دین اسلام سے رجوع کر لیتا ہے اور وہ کفر ہی کی حالت میں مر جائے اس کے دنیا اور آخرت میں اعمال ضائع ہوجائیں گے۔ یہ لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

ارتداد کی جسمانی سزا کا ذکر احادیث نبوی میں ملتا ہے۔ سنن ابن ماجہ میں یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

من بدل دینه فاقتلوه(۷۰) (جو کوئی اپنا دین بدلے اس کو قتل کردو)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کا خون تین صورتوں میں جائز ہوتا ہے۔ (۱) قصاص میں قتل کرنا (۲) شادی شدہ زانی کو رجم کرنا (۳) دین کو چھوڑنے پر قتل کرنا۔(۷۱)

ہر اسلام چھوڑنے والے کو قتل کیا جائے گا۔ اس میں مرد اور عورت کی کوئی ترجیح نہیں یعنی مرد اور عورت دونوں کو مرتد ہونے پر قتل کیا جائے گا۔

حد ارتداد کے متعلق فقہی مذاہب کا ذکر کرتے ہوئے عبدالقادر عودہ نے لکھا ہے۔

احناف کے علاوہ باقی مسالک میں عورت اور مرد کی کوئی تفریق نہیں بلکہ اس حد میں مرد کی طرح عورت کو بھی قتل کی سزا دی جائے گی۔(۷۲)

---

(۶۹) سورۃ البقرہ: ۲۱۷

(۷۰) ابن ماجہ۔ سنن ابن ماجہ (ابواب الحدود، باب المرتد عن دینہ) ص ۱۸۲

(۷۱) ایضاً

(۷۲) دارقطنی، سنن دارقطنی، کتاب الحدود (حدیث نمبر ۱۲۸) السید عبداللہ ہاشم۔ مدینہ منورہ، ۱۹۶۶ء ج: ۳ ص ۱۲۰

احناف کے نزدیک مرتد مرد کو تو قتل کیا جائے گا لیکن مرتدہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اسے اسلام پر مجبور کیا جائے گا۔ اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں اسے تاحیات قید میں رکھا جائے گا۔(۷۳)

بہرحال اس حد میں بھی اکثر فقہا کے نزدیک مرد وعورت میں کوئی تفریق نہیں اور مرتد مرد اور مرتدہ عورت کو قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد قتل کیا جائے گا۔(۷۴)

گستاخِ رسول کی سزا

اسلامی حدود کے بعد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا وہ جرم ہے جس کی سزا بھی سزائے موت ہے اگرچہ مجرم مسلمان ہو یا غیرمسلمان، مرد ہو یا عورت۔ صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

من لکعب بن الاشرف فانه قد اذی اللّٰه و رسوله فقام محمد بن مسلمه فقال یا رسول اللّٰه اتحب ان اقتله قال نعم...الخ(۷۵)

(ترجمہ) کعب بن اشرف (کے قتل) کا کون ذمہ لیتا ہے۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو بڑی ایذا دی ہے حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کھڑے ہوکر کہا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ کو پسند ہے کہ میں اسے مار ڈالوں آپ نے فرمایا ہاں محمد بن مسلمہ نے کہا مجھے اجازت دیجیے کہ میں کچھ بات بناؤں۔ آپ نے اپنے دودھ شریک بھائی ابو نائلہ کے ساتھ مل کر اسے قتل کردیا۔

---

(۷۳) عبدالقادر عودہ، اسلام کا فوجداری قانون، ج : ۳ ص : ۴۰۵۔ ابن قدامہ، المغنی، مکتبہ ریاض الحدیثہ، ریاض، ۱۹۸۱ء ج۱۰،ص۷۴۔ ابن حزم، المحلی، دارالآفاق الجدیدہ، بیروت (ت۔ن) ج : ۱۱ص : ۲۲۷
شمس الدین، نھایۃ المحتاج، دارالفکر، بیروت،۱۹۸۴ء ج : ۷،ص : ۲۰۹

(۷۴) کاسانی، بدائع الصنائع سعید کمپنی کراچی، ۱۹۸۶ء ج : ۷ص : ۱۳۵
مام صاحب کے نزدیک دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے کافرہ عورت کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے تو جب اصل کفر پر قتل نہ کرنے کا حکم ہے تو جو کفر بعد میں طاری ہوا اس پر بھی قتل نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ باقی فقہاء کے نزدیک سنن ابن ماجہ کی مذکورہ احادیث دلیل ہیں۔ (کاسانی بدائع الصنائع، مترجم ج : ۷ص : ۳۴۲)

(۷۵) امام بخاری، الجامع الصحیح، (کتاب المغازی، باب قتل کعب بن الاشرف) ج:۲ص : ۵۷۹

☆ ماحرم اخذه حرم اعطاؤه ☆ جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔☆

اسی طرح گستاخ رسول ابو رافع یہودی کو بھی حضور اکرم ﷺ نے قتل کرنے کا حکم دیا جسے عبد اللہ بن عتیک اور چند انصار نے مل کر قتل کیا۔(۷۶)

گستاخ رسول اگر عورت ہو تو اس کی سزا بھی قتل ہے۔ اس ضمن میں علامہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) نے یہ روایت نقل کی ہے۔

عصما بنت مروان، یزید بن زید الخطمی کے عقد میں تھی اس نے چند ایسے اشعار کہے جس میں آقائے نامدار ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی ہے۔ خطمی قبیلہ ہی کے حضرت عمیر بن عدیؓ کو جب ان اشعار کا علم ہوا تو انہوں نے کہا۔

(ترجمہ) حضور اکرم ﷺ اگر غزوہ بدر کے بعد مدینہ تشریف لے آئے تو میں اس عورت کو قتل کردوں گا چنانچہ آپ کی تشریف آوری پر حضرت عمیرؓ رات کو اس عورت کے گھر تشریف لے گئے تو وہ عورت سو رہی تھی اس کے اردگرد اس کے بچے بھی تھے اور ایک بچہ اس کے سینے پر تھا۔ آپ نے اس بچہ کو ہٹا کر اسے تلوار سے قتل کر دیا۔

پھر صبح کی نماز کے وقت آپ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے نماز کے بعد حضور اکرم ﷺ نے عمیر کو دیکھ کر فرمایا: (**اقتلت بنت مروان قال نعم**) اے عمیر کیا تو نے بنت مروان کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ پھر عرض کی ہل علی فی ذالک شئی یا رسول اللہ ﷺ قال لا۔ کیا مجھ پر اس قتل کی کوئی سزا ہے آپ نے فرمایا اس قتل میں کوئی تاوان نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا:

اذا اجبتم ان تنظروا الی رجل نصره اللّٰه و رسوله بالغيب فانظروا الی عمير بن عدی.

(ترجمہ) میرے صحابیو! اگر تم یہ پسند کرتے ہو کہ تم ایسے شخص کو دیکھو جس کی اللہ اور اس کے رسول نے غیب سے مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کی طرف دیکھو یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ نے کہا: اس نابینے کو دیکھو جو اطاعت الٰہی میں آگے بڑھ گیا ہے۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

(**لاتقل الاعمی ولکنه البصير**(۷۷) اسے نابینا نہ کہو بلکہ وہ بصیر ہے۔

(۷۶) ایضاً ج:۲ ص: ۵۷۷

(۷۷) علامہ ابن تیمیہ، الصارم المسلول، نشر السنۃ، ملتان (ت۔ن) ص: ۹۵۔۹۶

سنن دارقطنی میں بھی حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے ایک آدمی کی بیوی حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی اس کے متعلق آپ نے فرمایا:

الاانشھدوا ان دمھا ھدر.(۷۸)

(ترجمہ) خبردار گواہ ہو جاؤ کہ اس کا خون جائز ہے۔

ان دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ ہر وہ جرم جس کی سزا اسلام میں قتل یا موت ہے وہ سزا بلاتفریق جنسی ہر مجرم کو ملے گی خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

آئین پاکستان اور تخفیف سزا

کسی بھی ملک میں قانون سازی کے لیے وہاں رائج الوقت دستور کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ عورت کی سزائے موت میں تخفیف کے متعلق شرعی دلائل کے بعد اب آئین پاکستان کے حوالے سے دیکھا جاتا ہے کہ کیا ہمیں ہمارا آئین اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ عورتوں سے متعلق جنسی لحاظ سے کوئی ایسا امتیازی قانون بنایا جائے جس کا تعلق جرائم سے ہو۔

قرارداد پاکستان کو اگرچہ ۱۲۔ مارچ ۱۹۴۹ء کو اس وقت کی مجلس دستور ساز نے پاس کیا تھا مگر وہ آئین کا حصہ نہ تھی۔ جنرل محمد ضیاء الحق (مرحوم) نے فرمان صدر نمبر ۱۴ مجریہ ۱۹۸۵ء کے مطابق اسے ۱۹۷۳ء کے آئین کا مستقل حصہ بنا دیا۔

دستور پاکستان میں ہے آئین کی دفعہ ۲ (۲ الف) کے مطابق قرارداد مقاصد میں بیان کردہ اصول اور احکام کو بذریعہ دستور کا حصہ مستقل حصہ قرار دیا جاتا ہے اور وہ مؤثر ہوں گے۔(۷۹)

اس قرارداد میں ہے۔

> **Where in Muslim shall be eneable to order their lives in the individual and collective spheres in accord with the teachings and requirments of islam as set out in the holy Quran and sunna.(80)**

---

(۷۸) امام دارقطنی، سنن دارقطنی (**کتاب فی الاقضیہ والاحکام باب فی المراۃ تقتل اذا ارتدت**) ج:۴ص:۲۱۶

(۷۹) اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور اردو ترجمہ زیر نگرانی جسٹس ارشاد حسن خان، کلاسیک، لاہور ۱۹۹۲ء ص:۳

(۸۰) Dr, Safdar Mahmood Constitonal Foundations of Pakistan Jang Publishers Lahore, 1990, p.46, 839-840

ایسا دستور بنایا جائے جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول اللہ ﷺ میں متعین ہیں، ترتیب دے سکیں۔ آئین کی دفعہ ۲۲۷ (الف) میں واضح طور پر یہ کہا گیا ہے۔

> 1-All existing laws shall be brought in conformity with the injunctions of islam as laid down in the holy Quran and sunnah, in this part referred to as the Injunction of Islam, and no law shall be enacted which the repugnant to such Injunctions. (81)

یہ دفعہ اس بات کی ممانعت کرتی ہے کہ کوئی بھی قانون قرآن و سنت میں مذکور احکام کے خلاف وضع نہیں کیے جائیں گے۔

دستور پاکستان کی یہ دونوں دفعات حکومت وقت کو اس بات کی پابند کرتی ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔

جنسی لحاظ سے متفرق قانون سازی کی بھی آئین میں ممانعت اسی طرح موجود ہے قرارداد پاکستان میں ہے۔

> Where in shall be guaranted fundamental rights including equality of status of oportunity and before law, social, economic and political Justice, and freedom of thought expression, belief faith, worship and association subject to law and public morality, Where in the Principles of democracy, freedom, equality, tolerance and social justice, as enunicted by Islam shall be fuly observed, (82)

آئین کی رو سے بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے اور ان حقوق میں قانون و اخلاق عامہ کے تحت مساوات، حیثیت و مواقع قانون کی نظر میں برابری عمرانی، اقتصادی اور سیاسی عدل،

---

(۸۱) ibid. p 956

(۸۲) ibid p. 839-840

اظہار خیال عقیدہ، دین، عبادت اور ارتباط کی آزادی شامل ہوں۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق پاکستان میں جمہوریت، آزادی، مساوات، نظم وضبط اور انصاف کے اصولوں پر عمل کیا جائے گا۔

اس مساوات کا ذکر آئین کی دفعہ ۲۵ میں اس طرح ہے:

1- All citizen are equal before law and are entitled to equal protection of law.

2- There shall be no discrimination on the basis of sex alone. (83)

ا۔ تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اور قانون تحفظ کے مساوی طور پر حقدار ہیں۔

۲۔ محض جنس کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں کیا جائے گا۔

دستور پاکستان کی یہ دفعات واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ محض جنسی لحاظ سے کوئی امتیازی قانون وضع کرنا خواہ وہ مردوں کے لیے ہو یا خواتین کے لیے دستور کی خلاف ورزی ہوگا۔

۱۹۸۹ء میں حکومت سندھ نے میڈیکل کالجز میں میرٹ کو نظر انداز کرکے لڑکیوں کا الگ کوٹہ مقرر کیا جس کے نتیجے میں زیادہ نمبر حاصل کرنے والی لڑکیاں کم نمبر حاصل کرنے والے لڑکوں کے مقابلے میں داخلہ سے محروم ہوگئیں۔ چنانچہ ان لڑکیوں نے سندھ ہائی کورٹ میں حکومت سندھ کے خلاف رٹ پٹیشن دائر کی جس کی سماعت قائم مقام چیف جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، اور جسٹس امام علی قاضی پر مشتمل ڈویژن بنچ نے کی۔ ڈویژن بنچ نے رٹ کو منظور کرتے ہوئے حکومت کے اس اقدام کو آئین کی دفعہ ۲ الف اور دفعہ ۲۵ (۲) کے منافی قرار دیتے ہوئے غیر قانونی قرار دے دیا۔(۸۴)

سندھ ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اگر میڈیکل کالجوں میں

---

(۸۳) ibid p. 850-851

(۸۴) PLD (Karachi), 1990, (MST. Ferhat Jalil and others Province Sind) PLD Publishers, Lahore, 1991, vol.3, p. 349-361

داخلے کے ضمن میں لڑکوں سے متعلق ضمنی لحاظ سے بنایا گیا قانون خلاف دستور ہوسکتا ہے تو عورتوں کی سزائے موت کی تخفیف جیسا اہم مسئلہ آئین کے مطابق کس طرح ہوگا۔

عوامی ردّعمل

خواتین کے لیے سزائے موت کا خاتمہ وہ اہم مسئلہ ہے جس کے متعلق نہ صرف قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں واضح احکامات موجود ہیں بلکہ تمام ائمہ کا بھی اس بات پر اتفاق ہے کہ خواتین کو سزائے موت سے مستثنیٰ کرنا کسی بھی طرح شریعت سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ پاکستان میں مروجہ آئین بھی اس کی مخالفت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۱/جون ۱۹۹۶ء کو اخبارات میں جب کابینہ کے اس فیصلے کی خبر شائع ہوئی تو تمام مکتبہ فکر کے علماء اور قانونی ماہرین نے اس کے متعلق اپنی آراء کا اظہار اس طرح کیا۔

پہلا بیان

جماعت اہل سنت پاکستان کے ناظم اعلی پیر محمد افضل نے اس فیصلے پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا۔

یہ فیصلہ سورۃ بقرہ آیت ۱۷۸: **یاایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحربالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی۔**(۸۵) کی مکمل مخالفت ہے اس فیصلے سے تمام ارکان کابینہ کافرو مرتد ہوگئے ہیں۔

دوسرا بیان

جماعت اہل سنت پاکستان اور مجلس دعوۃ الاسلامیہ نے عورت کی سزائے موت ختم کرنے کے فیصلے کو غیر شرعی قرار دیا اور ۱۴ جون بروز جمعہ کو ملک بھر میں یوم احتجاج کا فیصلہ کیا اور اس کو قرآنی احکامات کی خلاف ورز قرار دیا۔(۸۶)

تیسرا بیان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا اسماعیل شجاع آبادی،

(۸۵) روزنامہ "جنگ" لاہور، مورخہ ۱۲/جون ۱۹۷۶ء، ص ۷۱

(۸۶) روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، مورخہ ۱۳/جون ۱۹۷۶ء، ص ۸

خالد الازہری، اور دیگر علماء نے عورت کو سزائے موت ختم کرنے کے وفاقی فیصلے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ فیصلہ قرآن و حدیث کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے اور شریعت کے بالکل برعکس ہے۔

اسی روز جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے ۲۱رجون کو یوم احتجاج منانے کی خبر شائع ہوئی۔ اس احتجاج میں حکومت کے اس فیصلے کی مذمت کی گئی اور خاموش احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔(۸۷)

چوتھا بیان

چوتھا بیان ڈاکٹر نسیم حسن شاہ ریٹائرڈ چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان کا شائع ہوا۔ آپ نے فاران کلب انٹرنیشنل کراچی کے تحت جشن آزادی کے سلسلہ کی ایک تقریب میں ''پاکستان کے پچاس سال اور عدلیہ کے کردار'' کے موضوع پر خطاب کے بعد سوالوں کے جواب دیتے ہوئے کہا کہ:

عورتوں کی سزائے موت کے قانون میں ترمیم اسلامی قوانین کے خلاف ہے۔(۸۸)

ادارہ نوائے وقت کی طرف سے حکومت کے اس فیصلے کے متعلق مختلف علماء اور سیاسی زعماء کی آراء بھی لی گئیں جن میں چند آراء یہ ہیں۔

i۔حکومت پاکستان کے لیے سزائے موت کا خاتمہ قرآن وسنت کے منافی ہے۔ وفاقی کابینہ کو اسلامی احکامات میں مداخلت کا حق نہیں دیا جاسکتا۔ یہ دستور پاکستان سے غداری ہے (حافظ ادریس امیر جماعت اسلامی پنجاب)

ii۔ یہ فیصلہ غیر اسلامی حرکت ہے۔ (تاج بی بی مسلم لیگی لیڈر)

iii۔ یہ فیصلہ قرآن وسنت کے واضح احکام کی خلاف ورزی اور دستور پاکستان سے غداری کے مترادف ہے۔ (مولانا محمد اجمل سرپرست اعلیٰ جمیۃ علماء اسلام)

ان کے علاوہ مولانا عبدالمالک صدر جمیعۃ اتحاد العلماء، مولانا فتح محمد مہتمم جامعہ منصورہ،

(۸۷) روزنامہ ''جنگ'' لاہور، مورخہ ۲۲رجون ۱۹۷۶ء، ص ۷۔۸

(۸۸) روزنامہ ''جنگ''، ''نوائے وقت'' لاہور، مورخہ ۱۹راگست ۱۹۹۶ء، آخری صفحہ

مولانا گوہر الرحمٰن شیخ القرآن دارالعلوم تفہیم القرآن مردان، مولانا عبدالرحمٰن اشرفی وشیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور اور مولانا عبدالرحیم چترالی ایم این اے نے بھی اس فیصلے کو خلاف شریعت قرار دیا۔(۸۹)

اس فیصلے کے خلاف شریعت اور خلاف آئین ہونے کے متعلق اخبارات و رسائل میں بھی متعدد مضامین شائع ہوئے جیسے جناب ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کا مضمون بعنوان ''عورتوں کو سزائے موت سے مستثنیٰ کرنے کا قانون'' روزنامہ نوائے وقت لاہور میں دو اقساط میں شائع ہوا۔ (۹۰)

''عورت اور سزائے موت'' کے عنوان سے جناب...... امجد کا ایک مضمون ماہنامہ ''اشراق'' لاہور سے شائع ہوا۔(۹۱)

مفتی عبدالقیوم خان کا مضمون ''عورت کی سزائے موت میں تخفیف'' کے عنوان سے ماہنامہ ''منہاج القرآن'' لاہور میں شائع ہوا۔(۹۲)

خالد جاوید خان ایڈووکیٹ نے البتہ وفاقی کابینہ کے اس فیصلے کی حمایت میں ایک مضمون ''خواتین کے لیے سزائے موت کے خاتمہ'' کے عنوان سے لکھا جو ۵ جولائی ۱۹۹۶ء کو روزنامہ جنگ لاہور سے شائع ہوا۔

ممکنہ اثرات

اس فیصلے کے ممکنہ اثرات اور مقاصد یہ بیان کیے گئے ہیں کہ اس اقدام سے معاشرے پر خوش گوار اثر پڑے گا۔ اس فیصلے کی وجہ یہ بتائی گئی کہ خواتین دہشت گردی اور معصوم شہریوں کے سفاکانہ قتل کی وارداتوں میں بہت کم ملوث پائی جاتی ہیں۔

یہ تصور فہم سے ماورا ہے کہ کسی طبقے میں جرائم کم ہوں لیکن وہاں سنگین جرائم کے مرتکبین کو بھی اس جرم کی حقیقی سزا سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے۔ اس فیصلے سے در پردہ یہ مقصد بھی مضمر تھا کہ اس وقت کی وزیر اعظم خواتین میں اپنی مقبولیت کو بڑھالیں۔

(۸۹) روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور، مورخہ ۱۳/جون ۱۹۹۶ء

(۹۰) روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور، مورخہ ۱۸۔۲۱ جون ۱۹۹۶ء

(۹۱) ماہنامہ ''اشراق''، لاہور: ۸ شمارہ ۷ (جولائی۔صفر) ۱۹۹۶ء، ۱۴۱۷ھ ص: ۱۷۔۲۰

(۹۲) ماہنامہ ''منہاج القرآن'' لاہور ج: ۱۰ شمارہ ۷ (جولائی ۱۹۹۶ء ص ۵۱)

بعض انسانی حقوق کی تنظیموں نے یہ بھی کہا کہ اس فیصلے سے دنیا میں پاکستان کی عورتوں کا وقار بلند ہوگا۔

عجب حیرت ہے کہ ان تنظیموں نے عورتوں کے وقار کی بلندی کا معیار کس چیز کو بنالیا۔ انسان کا وقار اس کی سیرت وکردار سے بنتا ہے یا جرائم کی سزا کی تخفیف کی بنا پر۔

معاشرے پر خوشگوار اثرات پڑنے کا خیال جن لوگوں نے سوچا انہیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ پاکستان کی تقریباً ۹۸فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ اور مسلمان معاشرے کی اساس اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ ہے لہٰذا اس معاشرے میں قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کے برخلاف کیا گیا کوئی فیصلہ معاشرے پر خوشگوار اثرات ڈالنے کی بجائے مزید کشمکش اور انتشار کا باعث ہوگا۔

جسٹس تنزیل الرحمٰن نے اس فیصلے کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

سماجی علوم کے ماہرین کے نزدیک یہ بات قابل تسلیم ہے کہ معاشرے کے مصالح کے حصول اور معاشرہ سے فساد کو دفع کرنے کے لیے جرائم کے ارتکاب پر بلاتفریق و امتیاز سزا دینا عین انصاف ہے اور مجرم کو اس کے جرم کی مناسب سزا ضرور ملنی چاہیے۔(۹۳)

اسلام میں بھی اسی انصاف پر زور دیا گیا ہے اور مجرموں پر ترس نہ کھانے کا حکم دیا گیا ہے خواہ کوئی بھی انسان مجرم ہو۔

زانیہ عورت اور زانی مرد کی سزا کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لاتاخذ کم بھما رافة فی دین اللّٰه ان کنتم تومنون باللّٰه والیوم الاخر. (۹۴)

تمہیں (مجرموں) پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

آج کے نام نہاد دانشمند اپنے مذموم مقاصد کے لیے تمام حقائق سے نظریں بند کر کے ہر وہ بات جہاں اسلام نے مرد اور عورت میں عدم مساوات کی راہ اختیار کی ہے وہاں مساوات کا اور جہاں مساوات کو قائم کیا گیا ہے وہاں عدم مساوات کا ڈھنڈھورا پیٹتے ہیں۔

(۹۳) ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن "عورت کو سزائے موت سے مستثنیٰ کرنے کا قانون" روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۳ جون ۱۹۹۶ء ص:۳ (۹۴) سورۃ النور:۲

☆جب حقوق باہم متعارض ہوں تو ان میں جس کا وقت تنگ ہو اسے ترجیح حاصل ہوگی☆

اثرات

اگرچہ اس فیصلے کے اعلان کے وقت معاشرے پر خوشگوار اثرات پڑنے کا ذکر کیا گیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ خوشگوار اثرات مرتب ہونے کی بجائے معاشرے پر برے اثرات پڑنے کا خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے قبل بھی اکثر جرائم پیشہ لوگ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے خواتین کو ذریعہ بناتے ہیں۔ لہٰذا اس فیصلے سے سنگین جرائم کا اور زیادہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

مثلاً منشیات ہی کو لیجئے کہ اکثر منشیات کے سمگلر منشیات کی نقل وحمل کے لیے عورتوں کو استعمال کرتے ہیں۔ جیسے ۱۳ جون ۱۹۹۶ء کو روزنامہ نوائے وقت لاہور میں یہ خبر شائع ہوئی۔

''کراچی میں کروڑوں کی ہیروئن پکڑی گئی پانچ خواتین گرفتار۔

عورتوں نے ہیروئین کی تھیلیاں بنا کر اپنے جسم کے مختلف حصوں سے باندھ رکھی تھیں۔ پاکستان کوسٹ گارڈ نے کوئٹہ سے کراچی آنے والی بسوں کی چیکنگ کے دوران بڑے پیمانے پر منشیات اسمگل کرنے کی ایک کوشش ناکام بنا دی اور پانچ عورتوں سمیت سات افراد کو گرفتار کرکے کروڑوں روپے مالیت کی ۲۶ کلوگرام ہیروئن برآمد کرلی۔ تفصیلات کے مطابق بسوں کی تلاشی کے دوران بیشتر خواتین تسلی بخش جواب نہ دے سکیں تو انہیں کوسٹ گارڈ کے ہیڈ کوارٹر لاکر لیڈی سرچر کے ذریعے جامہ تلاشی لی گئی جس کے نتیجے میں پانچ پانچ کلوگرام ہیروئن برآمد ہوگئی جو انہوں نے ایک ایک کلو کی تھیلیوں کی شکل میں اپنے جسم سے باندھ رکھی تھی۔ (۹۵)

منشیات کی اسمگلنگ وہ جرم ہے جس کی سزا متعدد ممالک جن میں چین اور سعودی عرب بھی شامل ہیں سزائے موت مقرر کی گئی(۹۶) جیسا کہ روزنامہ پاکستان میں ۲۸۔ اگست کو ایک خبر شائع ہوئی۔

چین میں جرائم کے خلاف جاری مہم کے دوران مزید ۱۵ مجرموں کو گولی مار کر سزائے موت دی گئی۔ موت کی یہ سزائیں شمالی چین کے صوبے تنکیاں میں دی گئیں۔ اپریل کے آخری

(۹۵) روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۳ جون ۱۹۹۶ء ص: ۳

(۹۶) ڈاکٹر طاہر القادری، اسلام اور تحفظ ناموس رسالت، ترتیب وتدوین نعیم انور نعمانی، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۵ء ص: ۳۵۹

ہفتہ سے جاری مہم کے دوران اب تک تقریباً ۵۰۰ مجرموں کو پھانسی دی جاچکی ہے۔ ان مجرموں پر قتل۔ کار چوری، اغوا زیادتی اور منشیات کی اسمگلنگ سمیت سنگین الزامات تھے۔(۹۷)

حکومت پاکستان بھی اس جرم میں سزائے موت کا قانون بنانے والی ہے۔(۹۸)

منشیات کے علاوہ دیگر اشیاء کی اسمگلنگ میں بھی خواتین بہت حد تک ملوث ہوتی ہیں جیسے ۲۸۔ اگست کو ہی روزنامہ پاکستان میں یہ خبر بھی شائع ہوئی۔

بھارت کے کسٹم حکام نے ۳۱ کلوگرام سونا اسمگل کرنے کی کوشش ناکام بنا دی۔ بتایا گیا ہے کہ کرغیزستان سے نئی دہلی آنے والی پرواز سے چار کرغیز خواتین کی شک کی بنا پر تلاشی لی گئی تو ان سے سونے کے بسکٹ برآمد ہوئے جن پر انہیں گرفتار کرلیا گیا۔(۹۹)

اس مختصر تجزیاتی رپورٹ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عورتوں کو سزائے موت سے مستثنیٰ کرنے سے معاشرے پر خوشگوار اثرات پڑنے کی بجائے منفی اثرات مرتب ہونے کا زیادہ اندیشہ ہے اور جرائم پیشہ لوگ اپنے مذموم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے خواتین کو ذریعہ بنائیں گے۔ اسمگلنگ کے بعد ڈاکہ اور قتل وغیرہ کی وارداتوں میں بھی انہیں استعمال کیا جائے گا۔ انہی خدشات کا اظہار مفتی عبدالقیوم خان نے اس طرح کیا ہے۔

"جب اخلاق و قانون کے ہر اصول کو توڑ کر عورت کی سزائے موت ختم ہو جائے گی تو اس سے ایک طرف قرآن کے صریح وصاف احکام کی خلاف ورزی و بغاوت ہوگئی جس میں حکمران اور ان کے تمام ہمنوا شریک ہوں گے اور دوسری طرف اس محروم اور فساد زدہ طبقاتی معاشرے میں عورتوں کے ہاتھوں بے گناہ مرد قتل ہوں گے جہاں پہلے ہی رشوت سفارش اور دباؤ کی وجہ سے مجرم و قاتل صاف بچ نکلتے ہیں۔ جرم مرد بھی کریں گے تو نامزد عورت ہوگی تاکہ کوئی مجرم سزائے موت سے دوچار نہ ہو۔ کیا دنیا کے کسی ملک میں جنگل کا یہ قانون پہلے بھی کبھی نافذ ہوا؟

---

(۹۷) روزنامہ پاکستان لاہور مورخہ ۲۸۔ اگست ۱۹۹۶ء ص: ۳

(۹۸) ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن "عورتوں کو سزائے موت سے مستثنٰی کرنے کا قانون" روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۲۱ جون ۱۹۹۶ء ص ۵

(۹۹)۔ روزنامہ "پاکستان" لاہور، مورخہ ۲۸/اگست ۱۹۹۶ء ص ۳

☆ الاجر والضمان لایجتمعان ☆ اجرت اور ضمانت ایک ہی شی میں جمع نہیں ہوسکتیں ☆

افسوس کہ اس ظلم کی ابتداء اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران کرنا چاہتے ہیں۔ مساوات محمدی کے دعویدار اتنا غیر مساوی غیر عادلانہ اور غیر منصفانہ قانون لانا چاہتے ہیں۔ وہ پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات جرائم پیشہ عورتوں کی جب پیشگی سزائے موت ختم کر دی گئی تو وہ کیوں نہ پھولن دیوی ڈاکو و قاتل کا روپ دھاریں گی؟ قتل وغارت کا بازار کیوں نہ گرم ہوگا؟ اور اللہ کی زمین فتنہ وفساد کی ہمہ گیر آگ سے کیونکر محفوظ رہ سکے گی۔(۱۰۰)

جس کابینہ نے اس فیصلے کی منظوری دی وزیراعظم (بینظیر بھٹو) سمیت وہ تمام کابینہ ۵۔نومبر ۱۹۹۶ء سے معطل ہوچکی ہے۔قومی اسمبلی کی تحلیل کردی گئی۔مسلم لیگ کی نئی حکومت بن چکی ہے۔ لہٰذا موجودہ حکومت کو چاہیے کہ وہ اس فیصلے پر نظرثانی کرے اور اس فیصلے کو معطل کر کے اسے قابل عمل ہونے سے روک دے۔ کیونکہ یہ فیصلہ:

۱۔ قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ کے منافی ہے۔

۲۔ دستور پاکستان، مجموعہ ضابطہ فوجداری اور اسلامی تعزیرات ۱۹۷۹ء کے خلاف ہے۔

۳۔ سماجی نظریات سے مطابقت نہیں رکھتا۔

۴۔ معاشرے پر خوشگوار اثرات پڑنے کی بجائے برے اثرات مرتب ہونے کا اندیشہ ہے۔

---

(۱۰۰) مفتی عبدالقیوم خان ''عورت کی سزائے موت میں تخفیف'' ماہنامہ منہاج القرآن، ج: ۱۰ شمارہ ۷ (جولائی ۱۹۹۶ء) ص ۵۵

عہد رسالت سے عہد حاضر تک

فن اصول فقہ کی تاریخ پر ایک موقر تحقیقی کتاب

جس میں اصول فقہ کے وہ تمام مباحث اردو زبان میں موجود ہیں جن کی ضرورت مدارس دینیہ کے طلبہ وطالبات اور محققین کو پیش آتی رہتی ہے از قلم ڈاکٹر فاروق حسن صاحب استاذ جامعہ این ای ڈی، فاضل علوم اسلامیہ جامعہ علیمیہ کراچی، ۹۶۰ صفحات پر بڑی تقطیع میں عمدہ طباعت خوبصورت ٹائیٹل بہتری کاغذ، شاندار طباعت، ناشر دارالاشاعت اردو بازار کراچی

☆ لاثواب الا بالنية ☆ (فقہی ضابطہ)